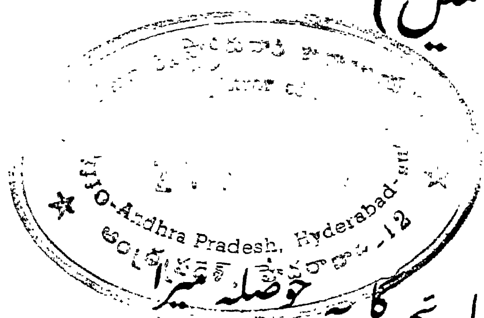
حوصلہ

(نظمیں)



پھر دل میں ہے تعمیر نشیمن کے ارادے
پھر برق کو تڑپائے گا یہ حوصلہ میرا

فاطمہ تاج

شوقِ پرواز ہوا آکے قفس میں ہم کو
ورنہ گلشن میں کبھی خواہشِ پرواز نہ تھی

انتساب

"یادگار لمحوں کے نام"

جن کا احساس
آخری سانس
تک کرتی رہوں گی !!

فاطمہ تاج

نام کتاب حوصلہ

نام شاعرہ فاطمہ تاج

سن اشاعت ۱۴۱۷ھ ۱۹۹۷ء

بار اول ایک ہزار

قیمت ۵۰ روپیے

ترتیب و تزئین فاطمہ تاج

ناشر فاطمہ تاج

مقام طباعت اویس گرافکس۔ حیدرآباد

کمپیوٹر کتابت جناب جلال الدین اکبر

"اردو کمپیوٹر سنٹر" فون نمبر 4530850

پیجر 9628-911543 موبائیل فون 9848022987

17-1-181/M/35 - روبرو جامعہ عائشہ نسوان (نیو بلڈنگ)

داراب جنگ کالونی - مادنا پیٹ - حیدرآباد ۵۹ (اے۔پی)۔

========== کتاب ملنے کے پتے ==========

(۱) اردو کمپیوٹر سنٹر، حیدرآباد ۵۹ (اے۔پی)

(۲) حسامی بک ڈپو، مچھلی کمان، پتھر گٹی حیدرآباد ۲

(۳) الکتاب، گن فاؤنڈری، حیدرآباد ۱

(۴) ہلال پن اسٹور، گلزار حوض

(۵) مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامع مسجد، دہلی

(۶) مصنفہ 22-3-339 ، میر چوک، مگر باؤلی، حیدرآباد ۲۔ فون نمبر 521948

فہرست

فاطمہ تاج کا حوصلہ

حیدرآباد کی جواں فکر شاعرہ فاطمہ تاج کے شعر میں دھیمی دھیمی آنچ ہے۔ جو آہستہ آہستہ حواس پر حاوی ہو جاتی ہے جب ان کی اس بات سے جو ان کے رگ جاں میں سلگتی ہے اور جو بقول ان کے ان کی "زندگی کا مطلب" ہے شعلے اٹھنے لگتے ہیں تو پھر ان کے شعر کے اسرار منکشف ہوتے جاتے ہیں۔

ان کے جذبات و احساسات میں لازمی طور پر ازحد نسوانیت ہے ساتھ ہی داخلیت بھی۔ انھوں نے اپنے آپ کا محاصرہ کر رکھا ہے اور اسی لئے وہ اپنی ذات ہی میں گم رہتی ہیں۔ ان کے خیالات سناٹے کی بابنی میں گوشہ گیر ہیں اور جب کبھی وہ گشت کرتی ہیں وہ خموشیوں ہی کے صحرا میں گشت کرتی ہیں۔

فاطمہ تاج کے IMAGES بڑے انوکھے اور خوب صورت ہیں کچھ ایسے جیسے کوئی کنواری لڑکی خواب بن رہی ہو کہ کوئی بلخ کا شہزادہ اپنے رخش سبک رو پر عتاب بدست

آئے گا اور اسے اپنے ہمراہ اڑا لے جائے گا۔ اور بہت دور۔ دور اتنا کہ جسے سوچ کے جی گھبرا جائے ! اور پھر دیر تک سفید گھوڑے کی ٹاپوں سے فضا گونجتی رہتی ہے، اس طرح ان کی شاعری کی جمالیات کا جادو "راہ دیگراں" سے مختلف ہے۔

فاطمہ فطرتاً ایک معصوم شخصیت ہیں۔ دنیا کی آلائشوں سے دور، جن کی نظر ہمکنار گل و لالہ ہے وہ وہ نیچر پرست ہیں جو شوق گل بوسی میں کانٹوں پر زبان رکھ دیتی ہیں۔ نیچر کی جو چیزیں انھیں پسند ہیں ان کا ذکر ان کے شعر میں ملتا ہے مثلاً رقص کرتی تتلیاں، ساز بجاتے بھونرے، کھلکھلاتے چشمے، سرد و خنک ہوائیں شفق کے سائے، دھنک کے رنگ، برف کے پھول، نیلگوں ستارے اور ساحلوں کی سیپیاں وغیرہ۔

انگریزی شاعر ورڈ سورتھ نے اپنے کلام میں نیچر کے موضوعات کو بہت برتا ہے، اس نے ایک جگہ لکھا ہے۔

"شاعری کا مقصد صداقت ہے، سچائی
ہے۔ انفرادی اور مقامی نہیں بلکہ

عوامی"۔

فاطمہ تاج کے شعر میں ہمیں اسی عوامی سچائی کا احساس ہوتا ہے۔ ان کی تازہ ترین تخلیق "حوصلہ" کی نظمیں سادہ و حسین ہیں اور ان میں وہ کیفیت ہے جو دل سے نکلتی ہے اور دل کو چھو لیتی ہے اقبال کا یہ مصرع انھیں کا کام ہے یہ جن کے حوصلے ہیں زیاد ان کی تخلیق "حوصلہ" آتا ہے، اس تخلیق پر ان چند افکار پریشاں کے ساتھ میں انھیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

منظور الامین
بنجارہ ہلز
حیدرآباد

صنفِ نظم اور فاطمہ تاج

فاطمہ تاج سے میرا تعارف "سب رس" کے ذریعے ہوا۔ سب رس میں ان کی غزلوں نے مجھے چونکادیا اور مجھے احساس ہوا کہ حیدرآباد سے ایک اچھی شاعرہ ابھر رہی ہے۔

حیدرآباد آنے پر محفل خواتین کی ایک محفل میں ان سے ملاقات ہوئی اور ان ہی کی زبانی ان کا کلام سننے کا موقع ملا۔

مجھے معلوم ہوا کہ ان کی کسی کتاب پر اتر پردیش اردو اکیڈیمی کا Award مل چکا ہے اور نقادوں نے ان کی تحریروں کو سراہا ہے۔

فاطمہ تاج نظم نگار شاعرہ بھی ہیں۔ ان کی نظموں کا مجموعہ زیرِ اشاعت ہے۔ اس مجموعے کی چند نظمیں میں نے پڑھیں۔ مجھے اندازہ ہوا کہ یہ نظم کی صنف پر بھی دسترس رکھتی ہیں۔ گزشتہ چند برسوں سے اردو میں غزل گوئی کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے جس کی وجہ سے نظم کی صنف کا ارتقاء رک سا گیا ہے۔ اب شاعروں اور نقادوں کو اس کا احساس ہونے لگا ہے اور نظم کی صنف پر بھی توجہ دی جانے لگی ہے۔ فاطمہ تاج کا اس صنف کی

طرح متوجہ ہونا فالِ نیک ہے۔ ان کی چند نظموں نے مجھے
خاص طور پر متاثر کیا۔ مثلاً اپنی نظم "تلاش" میں وہ کہتی ہیں۔

عجیب طرز تکلم ہے آج کل میرا
کہ جیسے کوئی سسکتا ہو غم کے زنداں میں
ٹھہر ٹھہر کے جو ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں
تڑپ تڑپ کے مرے روز و شب گزرتے ہیں

اور نجومی سے وہ یوں مخاطب ہیں :

نجومی ! تم نے مجھے کس لیے فریب دیا
افق کے پار نہیں میں زمیں پہ رہتی ہوں
تمہاری بات کا اب مجھ کو اعتبار نہیں
کہ اب تو کھیل ستاروں کا میں سمجھنے لگی

یقین کرلو کسی کا بھی انتظار نہیں
لکیریں ہاتھوں کی میں نے مٹا کے رکھ دی ہیں
خود اپنا نام ہتھیلی پہ لکھ لیا میں نے

فاطمہ تاج کی نظموں میں رومانیت کا غلبہ ہے۔ مجھے امید
ہے کہ عصری زندگی کے تجربات اور احساسات بھی رفتہ رفتہ ان

کی شاعری میں رچائے جائیں گے ۔ جدید دور میں شاعرات نے مردانہ شاعری کی روایت سے منحرف ہو کر اپنی الگ راہ نکالی ہے اور اپنی فنکارانہ انفرادیت کو منوایا ۔ ان شاعرات کا سلسلہ ادا جعفری سے لے کر زہرا نگاہ ، فہمیدہ ریاض ، کشور ناہید ، پروین شاکر سے ہوتا ہوا ہندوستان و پاکستان کی جدید شاعرات تک پہنچتا ہے ۔ خود ہمارے شہر حیدرآباد میں شفیق فاطمہ شعریٰ جیسی بلند پایہ شاعرہ موجود ہیں۔ جنھوں نے ساری اردو دنیا سے اپنی شاعرانہ عظمت کو منوالیا ہے۔

مجھے امید ہے کہ فاطمہ تاج ، محنت ، مطالعہ اور جستجو سے اپنی شعری صلاحیتوں کو پروان چڑھائیں گی اور مستقبل قریب میں ان کا نام بھی ان شاعرات کے ساتھ لیا جائے گا۔

صدیقہ شبنم

در سفر حیدرآباد

ڈسمبر ۱۹۹۶ء

"ایک بات اور"

راہوں کے حوادِث پہ نظر کر نہیں سکتے
ہم اہلِ سفر، ترکِ سفر کر نہیں سکتے

عمر کے اس دہے میں ادبی سفر کے دوران کئی پرچھائیاں مجھے نظر آئیں کبھی میں ان پرچھائیوں کے پیچھے دوڑتی رہی اور کبھی پرچھائیاں میرا تعاقب کرتی رہیں لیکن .... ایک بھی پرچھائیں کو میں نے اپنے ساتھ نہیں دیکھا۔

استادوں کی رہنمائی، دوستوں کا تعاون اور خود میرے عزمِ مصمّم کے علاوہ نصیب کی کچھ خوشگوار ساعتوں نے بڑی حد تک کامیابی کے قریب کر تو دیا لیکن آس پاس کے ماحول نے انتشار کا موسم برقرار رکھا، دامن گلوں سے بھر تو گیا مگر کانٹے بدستور

میرے دامن دل کو تار تار کرتے رہے، کانٹوں کی اس چبھن کو اب بھی میں محسوس کرتی ہوں اور دل کو یہ یقین دلاتی ہوں کہ کانٹوں کی موجودگی پھولوں کو پالینے کا ثبوت ہے ....!

یہ نظموں کا مجموعہ "حوصلہ" ہر اعتبار سے میرے حوصلے کا مظہر ہے غزل کا مزاج رکھتے ہوئے بھی میں نے اچانک نظمیں لکھنی شروع کردیں کس طرح لکھیں مجھے خود حیرت ہے ۔ بہرحال میرے مطالعے میں کچھ ایسی تاثراتی نظمیں آئیں جو میرے قلب و ذہن کو متاثر کرگئیں اس کے بعد جرأت قلم بڑھ گئی اور میرا قلم نظم کی شاہراہوں پر چلنے لگا یہ نظمیں ہلکی پھلکی ہیں "زلف جاناں" کی طرح خمدار نہیں کہ قارئین الجھ کر رہ جائیں ۔ حسب عادت میں نے کئی افسانے ان نظموں میں قید کرلئے شخصی و غیر شخصی واردات قلبی کو لفظوں کا پیراہن دیا ۔ کوئی نظم سراپا پیکر ہے تو کوئی نظم صرف پرچھائیں .... کہیں تخیل کی وادیوں کے نشیب ہیں تو کہیں خوابوں کی فلک بوس عماروں کی بلندیاں زخم دل سے ٹپکنے والی لہو کی گرم بوندیں تو کہیں آنسوؤں سے بھیگے

رہنے والے سرد رخساروں کا لمس .... کچھ اعتبار کے لمحے ....
کچھ بدگمان ساعتیں .... کہیں مدھم سانسیں .... کہیں تیز دھڑکنیں ....

سوزش غم کہیں لطف و کرم کی طالب ہے تو کہیں ضبط غم اماں کا مظہر ہے میری یہ نظمیں مجھے بے حد عزیز ہیں ان نظموں میں وارفتگی، شگفتگی، شائستگی ہو یا نہ ہو زندگی تو ہے کہیں تڑپتی ہوئی، سسکتی ہوئی، کہیں کھلکھلا کر ہنستی ہوئی، کہیں ماں کے آغوش میں سوئی ہوئی، کہیں سفید گھوڑے پر سفر کرتی ہوئی کبھی اپنی خانہ بدوشی کا ماتم کرتی ہوئی تو کبھی منزل شوق کی طرف دوڑتی ہوئی، کبھی قفس میں، کبھی چمن میں، کبھی باد مخالف کی زد میں کبھی پر بہار فضا میں .... کبھی عدم تعاون کی فضاء میں اور کبھی رگ جاں میں ....

اب جانبِ افلاک ہے پرواز کی جرأت
ہم صحنِ گلستاں میں بسر کر نہیں سکتے

میں شکر گزار ہوں محترم منظور الامین صاحب کی جنھوں نے اپنے جائزے کی ڈور میں خوبصورت لفظوں کے موتی پرو دیئے۔ میں شکر گزار ہوں محترمہ صدیقہ شبنم کی جنھوں نے لندن جانے سے پہلے ہندوستانی روایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے میری چند نظموں پر اظہار خیال کے پھول برسائے۔ میں شکر گزار ہوں عزیزم جلال الدین اکبر کی جنھوں نے کتابت و اشاعت کی تمام ذمہ داری بہ حُسن و خوبی چھوٹے بھائی کی حیثیت سے انجام دی۔

قارئینِ کرام آپ کے ہاتھ میں ہے حوصلہ .... انشاء اللہ پھر تخاطب کا موقع ملے تو ضرور سمع خراشی کروں گی۔

طالبِ دعا

فاطمہ تاج

نعت شریف

پھر مجھ کو دکھا دیجئے ایوانِ مدینہ
سلطانِ مدینہ، مرے سلطانِ مدینہ

یہ شمس و قمر شام و سحر جھوم رہے ہیں
ہیں ارض و سما بھی تو ثناخوانِ مدینہ

ہے سایہ فگن سر پہ جو دامانِ محمدؐ
نازاں ہیں مقدر پہ گدایانِ مدینہ

بیمار وہاں جا کے شفایاب ہوئے ہیں
ہر سمت نظر آتی ہے کیا شانِ مدینہ

آنکھوں کو نہیں بھاتے ہیں جنت کے نظارے
جب سے ہے نگاہوں میں گلستانِ مدینہ

کچھ روز جو اس ارضِ مقدس میں گزارے
اب تک بھی مرے دل میں ہے ارمانِ مدینہ

ہو تاج مبارک تجھے یہ تاز یہ اعزاز
پھیلا ہے تیرے واسطے دامانِ مدینہ

نعت شریف

دو عالم کی رحمت ہو ، نورِ خدا ہو
تمہیں وجہِ تخلیقِ ارض و سما ہو

تمہیں سے ہے نسبت ہماری بھی آقا
تمہیں مجتبیٰ ہو ، تمہیں مصطفیٰ ہو

تمہارے ہی دم سے سجی ہے یہ دنیا
کہ عقبیٰ میں بھی تم ہی جلوہ نما ہو

یہ کیسے کہوں میں کہ بےآسرا ہوں
مقدر ہے میرا کہ تم آسرا ہو

یہ ایماں ہے سب کا ، سبھی جانتے ہیں
وہی جنتی ہے جو تم پر فدا ہو

یہی آرزو ہے کہ پہنچوں مدینہ
مرے سامنے پھر وہ " شہرِ قبا " ہو

تمہیں تاج ان کی بشارت ہوئی ہے
زباں پر ہے لازم کہ صلِ علیٰ ہو

نعت شریف

نگاہوں میں میری بہار مدینہ
ہوئی جارہی ہوں نثار مدینہ

بشارت محمدؐ کی مجھ کو ہوئی ہے
نظر میں ہے اب تک خمار مدینہ

مجھے فکر کیا ہو کبھی زخم دل کی
شفا ہی شفا ہے غبار مدینہ

یہی سوچ کر میں نے صدیاں گزاریں
قدم، دو قدم ہے دیار مدینہ

فدائے مدینہ یہ شمس و قمر ہیں
زمیں آسماں بھی نثار مدینہ

محمدؐ کے نقش قدم جگمگائے
ابھی تک ہے روشن دیار مدینہ

یہی آرزو ہے مری تاج ہر دم
بنے میرا مسکن دیار مدینہ

○○○○○

معراج

خاص انجمن آرائی ہے معراج کی شب ہے
رعنائی ہی رعنائی ہے معراج کی شب ہے

ہے گردش افلاک ابھی ٹھہری ہوئی سی
آواز یہی آئی ہے ، معراج کی شب

آگے مہ و انجم سے محمدؐ کے قدم ہیں
اک برق سی لہرائی ہے معراج کی شب ہے

سر اپنا جھکائے ہوئے ٹھہرے ہیں ملائک
قوسین کی حد آئی ہے معراج کی شب ہے

کس دل کو نہیں آپ کے دیدار کی حسرت
خالق بھی تمنائی ہے معراج کی شب ہے

اب مانگ لے اے تاج ہر اک اوج مقدر
یہ وقت پذیرائی ہے معراج کی شب ہے

یارب

تجھی سے یارب یہ پوچھنا ہے
کہ لوحِ قسمت میں کیا لکھا ہے
کیا غم ہی اس پر لکھے ہوئے ہیں
یا چند خوشیوں کے نقش بھی ہیں
میں کب ہوں منکر تری خدایا
بتادے آگے کا حال کیا ہے
عروج کیا اور زوال کیا ہے
جو آگے ہوگا، تو جانتا ہے
مجھے تو کچھ بھی خبر نہیں ہے
ہے منشاء تیرا تو جی رہی ہوں
غموں کے ساغر بھی پی رہی ہوں
میں تیرے آگے جھکی ہوئی ہوں

نہ روز محشر کا خوف مجھ کو

نہ اپنے عصیاں سے ڈر رہی ہوں

ہے رحمتوں پہ تری بھروسہ

ہمیشہ تیرا کرم رہے گا

تو میرا خالق، تو میرا مالک

وہ لوحِ قسمت دکھادے مجھ کو!!!

OOOOO

حیات منظوم کر رہی ہوں

میں نظمیں ، غزلیں جو لکھ رہی ہوں
حیات ، منظوم کر رہی ہوں

ستم کسی کا ، کرم کسی کا
کسی کا لہجہ ، کسی کی باتیں
پگھلتے دن اور سلگتی راتیں

نظر کسی کی ، زباں کسی کی
کسی کی دستک ، کسی کی آہٹ
ہوا کے دامن کی سرسراہٹ
کبھی تو خوابوں کی کسمساہٹ

خموش جذبوں کو سہہ رہی ہوں
حصار لفظوں کا دے رہی ہوں
تلاش خود کو میں کر رہی ہوں
کسی کو آواز دے رہی ہوں
سمٹ رہی ہوں ، بکھر رہی ہوں
جو ہو رہا ہے وہ لکھ رہی ہوں
وفائیں میری ، جفائیں تیری
اے زندگی یہ ادائیں تیری
سبھی میں منظوم کر رہی ہوں

بس انتسابِ قلم نہ ہوگا
وہ ایک لمحہ ، رقم نہ ہوگا ------

ooooo

"اپنے آپ سے"

فاطمہ! بنتِ حسن، خانہ بدوش
دیر اب کتنی رہی ہے تیری ہجرت کے لئے
تیز تر چلنے کو ہے اب کاروانِ زندگی
سانس تیری رہنما ہے، سائے تیرے ہمسفر
کتنی آساں ہو گئی ہے آرزو کی رہگزر

ایک ہی خیمے میں گزریں تیری کتنی ساعتیں
فاطمہ بنت حسن! خانہ بدوش!
اب نہ کوئی راہبر ہے اور نہ ہیں نقشِ قدم
راہ میں بکھری پڑی ہیں آس کی پرچھائیاں
جا چکے ہیں لوگ سب، اک تو ہی تنہا رہ گئی

○○○○○

محاسبہ

میرے چمن کی چار ہی کلیاں
میرے چمن کے چھ ہی پھول
باقی سب ہیں سوکھے پتے
یا پھر پتھر اور ببول
فصل گل نے مجھ کو دئے ہیں
پاؤں میں کانٹے سر پر دھول
لیکن میں نے خواب میں دیکھا
ہاتھ میں میرے پھول ہی پھول

OOOOO

امّاں سے ....

میں بھی اماں بن گئی ہوں
اب تو میری گود میں اماں
ننھے بچے رہتے ہیں
فصل گل میں شاخوں پر
جیسے غنچے کھلتے ہیں
بھونرے جیسے بچے میرے
گن گن کرتے پھرتے ہیں

بجلی جب بھی چمکے، گرجے
میں تو اب بھی ڈرتی ہوں
لیکن میرے ننھے بچے
طوفانوں پر ہنستے ہیں
امّاں! جب بھی کتا بھونکا
میرا دل وہ زور سے دھڑکا
لیکن میرے بچے امّاں
ہنس کر دیکھا کرتے ہیں
چلتے چلتے کتّوں کو وہ
روز ہی چھیڑا کرتے ہیں

اماں ! دیکھو بیٹیا میری
کتنی سیانی ہو گئی ہے
اماں ! دیکھو بیٹیا میرا
مجھ سے اونچا لگتا ہے
اماں ، میرے پیارے بچے
سب کے سب ہیں کتنے اچھے
اماں دیکھو غور سے دیکھو
میں ہوں تمہاری " بنو رانی "
پریوں جیسی ، پیاری پیاری
ہر دم اڑتی رہنے والی
اماں ! مجھ سے بات کرو نا !
مجھ کو تم پھر پیار کرو نا !

آج تمہاری راج دلاری
کتنی تنہا رہتی ہے
غم ہی غم ہے دنیا ساری
غم کو تنہا سہتی ہوں
تم کو یہ معلوم نہیں ہے
لمحہ، لمحہ، گھٹتی ہوں میں
چادر سر پہ ڈال کے اب تو
دنیا ساری پھرتی ہوں میں
اماں، میری پیاری اماں
باہیں اپنی پھیلادو نا !!!

○○○○○

" رشتہ "

یہ سوچتی ہوں میں اکثر غموں کی وادی میں
خوشی جو راس مجھے آگئی تو کیا ہوگا
غموں سے یوں بھی تو رشتہ مرا پرانا ہے
غم حیات ، غم دل کے ساتھ رہتی ہوں
بچھڑ گئی میں اگر ان سے پھر تو کیا ہوگا
سلگتی صبحوں کا پوچھے گا کون مجھ سے مزاج
یہ جگنوؤں کی طرح جگمگاتے تارے بھی
اکیلے ہوں گے اگر میری آنکھیں بند ہوئیں
سفر چمن کا کروں میں تو دشت ملتا ہے
بجائے پھولوں کے کچھ زخم دل مہکتے ہیں
شکست آرزو تسلیم بھی نہیں مجھ کو
یہ اور بات کہ اظہار بھی نہیں کرتی
مگر میں سوچتی رہتی ہوں اپنے بارے میں
ہزاروں آگ کے دریا کو پار کر کے بھی
کبھی سکون کا ساحل نہیں ملا مجھ کو

میں کیسے کیسے بیابان و دشت سے گزری
کبھی میں ٹھنڈی ہواؤں کا لمس پا نہ سکی
سسک سسک کے مرے پاس چاندنی آئی
دل و دماغ میں بھی بجلیاں سی لہرائیں
سفر تو کرتی رہی میں سدا امیدوں کا
مگر حیات کی منزل کبھی نہیں آئی
ہر ایک سمت جلائے تھے آرزو کے چراغ
سوال کرتی ہوں میں آج اپنے سائے سے
خوشی جو راس کبھی آگئی تو کیا ہوگا
شکستہ دل مرا ، مجھ کو جواب دیتا ہے
خوشی کے بعد نئے غم کا سامنا ہوگا
فریب کھا کے خوشی سے گریز کرتی ہوں
غمِ حیات ، غمِ دل کے ساتھ رہتی ہوں
غموں سے رشتہ مرا یوں بھی تو پرانا ہے

○○○○○

"احساس"

مرے چمن کے نظاروں نے یہ کہا مجھ سے
چلے بھی آؤ کہ موسم ہے یہ بہاروں کا
دیارِ شوق کی سرحد سے میں نکل آئی
مرے چمن کی مہکتی ہوئی زمیں کے لئے
گلوں کی بات الگ، میں نے خار چوم لئے
حسیں بہار کی رنگینیاں ہیں ہونٹوں پر
ہر ایک شاخِ گلِ تر پڑی ہے سجدے میں
مہک رہا ہے مرے اختیار کا دامن
ہوائیں چھو کے گزرتی ہیں مجھ کو شوخی سے
مجھے شریر ہواؤں پہ پیار آتا ہے
ہیں رقص کرتی ہوئی تتلیاں عزیز مجھے
جو ساز بھونرے بجاتے ہیں اچھے لگتے ہیں
مجھے حیات کے سب لمحے اپنے لگتے ہیں
پرایا کچھ بھی نہیں ہے چمن کے منظر میں
فقط یہ موسمِ گل۔ اجنبی سا لگتا ہے

" امید "

محیط ہوتا ہے سناٹا جب فضاؤں پر
مجھے خود اپنی ہی دھڑکن سنائی دیتی ہے
بچھڑ کے مجھ سے مرے سائے کو زمانہ ہوا
اجالے مانگنے نکلی ہوں میں اندھیروں سے

نہ جانے کونسی منزل پہ شام آئی تھی
ابھی تلک ہے اندھیرا وفا کی راہوں میں
چراغ آس کے میں نے جلائے تھے لیکن
ان ہی چراغوں کی لو سے دھواں نکلتا ہے

مگر یقین ہے مجھ کو کہ ایک شام ضرور
میں انبساط کی کرنوں کی روشنی لے کر
ترے وجود کی پرچھائیوں کو چھو لوں گی

تو اجنبی ہے مگر تاج نے یہ سوچا ہے
غمِ حیات کے پیکر کو اپنا کر لے گی
زمانہ اور بھی کچھ دن ہنسی اڑائے گا
پھر اس کے بعد وفاؤں کی روشنی ہو گی
ہے اضطراب تمنا شدید تر لیکن
یہ انقلاب محبت، ضرور آئے گا

○○○○○

لمحۂ ماضی

میں ستاروں سے رشتہ رکھوں ، کیوں رکھوں ؟
لالہ زاروں سے بھی واسطہ کیوں رہے ؟
اب مرے واسطے زندگانی مری
اک تماشہ نہیں
حادثہ بھی نہیں

زندگی اب مری
رابطہ ہے ترا
آس بھی اک طرف
سانس بھی اک طرف
مجھ پہ چھایا ہوا
تیرا احساس ہے
ایسا لگتا ہے تو اب مرے پاس ہے

"نہ جانے ...."

نہ جانے کونسا لمحہ ہو آخری لمحہ
کسے خبر ہے کہاں وقت جا کے تھم جائے
بہت ہی تیز دھڑکنے لگا ہے دل میرا
مجھے تو آج یہ احساس ہو رہا ہے کہ بس
نہ جانے کب یہ اچانک دھڑک کے رک جائے

مجھے خبر ہے کہ اب شام ہونے والی ہے
مگر ہے دل کو یہی آرزو کہ شام نہ ہو
اگر ہو شام تو یہ زندگی تمام نہ ہو

OOOOO

" تلاش "

مری ہنسی میں ابھی گونجتے ہیں سناٹے
ہر ایک سانس میں چیخیں سنائی دیتی ہیں
ہر ایک تار نفس جھنجھناتا رہتا ہے
عجیب طرز تکلم ہوا ہے میرا بھی
کہ جیسے کوئی سسکتا ہو غم کے زنداں میں
ٹھہر ٹھہر کے جو ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں
تڑپ تڑپ کے مرے روز و شب گزرتے ہیں
اجالے پاس بھی آنے کو ڈرتے رہتے ہیں
کئی خیال کے آسیب چھائے رہتے ہیں
گھٹی گھٹی سی فضاؤں میں سانس لیتی ہوں
میں زندگی کے لئے لمحہ لمحہ کوشاں ہوں
ہر ایک سمت میں اس کو تلاش کرتی ہوں
نہ جانے کونسی محفل میں زندگی ہوگی ؟

○○○○○

سر پر میرے تاج نہیں ہے
دل بھی سوالی ، میں بھی سوالی
اماں ! میرا دامن خالی

تم سے جب میں آ کے ملوں گی
دیکھو گی تم حال جو میرا
مجھ کو گلے سے لپٹا لو گی
پوچھو گی تم کیا ہے بیٹی !
آنکھیں اتنی ویراں کیوں ہیں ؟
چہرے پر بھی فصلِ خزاں ہے
کچھ تو بتاؤ آنسو کیوں ہیں ؟
رخساروں کے پھول کہاں ہیں ؟
غنچے لبوں کے سوکھ گئے ہیں
ہنسنا تم کیوں بھول گئی ہو ؟
دھوپ ہنسی کی آنے دو نا !

"یاد کے ساغر"

اماں! تم نے جھوٹ کہا تھا
کوئی مجھ سے پیار کرے گا
سر پر میرے تاج رکھے گا
کتنے زمانے بیت گئے ہیں
ساری باتیں یاد ہیں مجھ کو
دل کو میرے آس تھی کتنی
لیکن مجھ کو بہلانے کو
شائد تم نے جھوٹ کہا تھا

گردش دوراں رقص میں آئی
تم سے ہوئی تھی میری جدائی
خواب کی باتیں خواب ہوئیں پھر

تم سے کہوں گی میں رو رو کر

اماں ، میری پیاری اماں !

دونوں عالم ڈوب رہے ہیں

آس کی آہٹ ہلکی ہلکی

یاد کے ساغر چھلکے چھلکے

اماں ! میرا کوئی نہیں ہے !!!

OOOOO

میں سن رہی تھی ....

اچٹتی نظروں سے دیکھا میں نے
تو اس کی گہری نگاہ میں اک
پیامِ ضبطِ الم تھا لکھا
وجود چھوٹا تھا اس کا لیکن
مجھے بہت وہ بڑا لگا تھا
غلافی آنکھیں ، گھنیری زلفیں
لبوں پہ گہری شفق کی سرخی
گلابی رنگت ، حسین قامت
وہ رو رہا تھا ، میں سن رہی تھی
وہ چپ ہوا تو میں رو رہی تھی
عدم سے آکر عدم گیا پھر
وہ ننھا جعفر بچھڑ گیا پھر

جعفر میرا ایک لڑکا جو پیدائش کے چند گھنٹے بعد انتقال کر گیا

ہے میرے خوابوں میں اب بھی زندہ
بہت حسیں نوجواں ہوا ہے
وہ لا کے جنت سے میٹھے میوے
قدم تلے میرے رکھ رہا ہے
یہ کہہ رہا ہے کہ امی میری
یہی قدم تو ہیں میری جنت
میں موتیوں کا محل کروں کیا
میں سبز رفرف سے خوش نہیں ہوں
میں آپ کا منتظر ہوں امی ..... !

OOOOO

"نجومی ـــــ"

نجومی جھوٹ کہا تم نے، تم فریبی ہو
مجھے یقین نہیں ہے تمہاری باتوں کا
لکیریں ہاتھ کی کیا راستہ دکھائیں گی
کہ یہ جہاں تھیں، وہیں آج بھی ہیں برسوں سے

لکیریں میرے بھی ہاتھوں کی تم نے دیکھی ہیں
کبھی کہا تھا کہیں کوئی سانحہ ہی نہیں
تری حیات میں اب کوئی حادثہ ہی نہیں
مگر حیات کی اتنی طویل وادی میں
کہیں سے گھوڑے کی ٹاپیں سنائی دیتی ہیں
نئی ادا سے کوئی تیری سمت آئے گا
یہ شہسوار تجھے ساتھ لے کے جائے گا
"سفید گھوڑے" کے پر یوں اثر دکھائیں گے
افق کے پار کبھی تجھ کو لے کے جائیں گے
وہ شہسوار تجھے بے پناہ چاہے گا"
نجومی! کھیل ستاروں کا میں سمجھتی ہوں
"سفید گھوڑے" کے میں انتظار ہی میں رہی

یہ شاہراہیں نصیبوں کی ، جانے کیسی ہیں
نہ کوئی نقشِ قدم ہے نہ سایہ دار شجر
مری حیات کی وادی میں بس خموشی ہے
نہ کوئی گھوڑا ہی آیا نہ شہسوار کوئی
کیا تھا میں نے جو ، وہ اعتبار کس کا تھا
نہیں تھا کوئی تو پھر انتظار کس کا تھا
نجومی ! تم نے مجھے کس لئے فریب دیا
افق کے پار نہیں ، میں زمیں پہ رہتی ہوں
تمہاری بات کا اب مجھ کو اعتبار نہیں
کہ اب تو کھیل ستاروں کا میں سمجھنے لگی
یقین کرلو ۔ کسی کا بھی انتظار نہیں
لکیریں ہاتھوں کی میں نے مٹا کے رکھ دی ہیں
خود اپنا نام ہتھیلی پہ لکھ لیا میں نے!!

ذوقِ سفر

کسی طرف ہے اجالا ، کہیں اندھیرا ہے
کہیں نشیب ہیں رستے میں تو فراز کہیں
کہیں پہ بجلیاں اتنی ، نظارے جلتے ہیں
کہیں پہ صدیاں گزرتی ہیں ساعتوں کی طرح
کہیں پہ لمحے کئی ، ماہ و سال لگتے ہیں
کہیں پہ موسمِ غم ، لازوال لگتے ہیں

سوائے گردِ سفر اور کیا ہے راہوں میں
یہاں پہ نقش قدم بھی سراب ہوتے ہیں
یہ کاروان تمنا کا خواب ہوتے ہیں
کہیں پہ دشت ہیں محرومیوں کے صحرا ہیں
جہاں پہ دور تلک کوئی آب جو بھی نہیں
کہیں پہ رنج و الم، سوز غم کے دریا ہیں
جہاں سفینے دلاسوں کے ڈوب جاتے ہیں

کہیں تو سایہء الفت کہیں تمازت ہے
کہیں پہ سائباں نفرت کا اور عداوت ہے

یہ میرا ذوق سفر زندگی کا حاصل ہے
کہیں بھی راہ میں رک جاؤں میں یہ مشکل ہے

کہ منزلوں کو مرا انتظار اب بھی ہے
مرے خیالوں میں رنگیں دیار اب بھی ہے
یہ مانا راہ سفر میں غبار اب بھی ہے
مجھے تو خواہش فصل بہار اب بھی ہے
مرا یہ ذوق سفر سوئے دار اب بھی ہے
جہاں پہ گردش لیل و نہار اب بھی ہے

اگر میں کھو گئی اسی بھیڑ میں تو کیا ہو گا
کہاں وجود کا پھر اپنے سامنا ہو گا
الٰہی ! کون سے رستے سے میں گزر جاؤں ......؟

○○○○○

زندگی یا موت

کسی کی خاطر میں جی رہی ہوں
کسی کی خاطر مروں گی لیکن
گھٹی گھٹی سی جو سانسیں لی تھیں
وہ زندگی تھی یا موت ہمدم ؟
مجھے یہ روز حساب کہنا .... !

○○○○○

"برائے کتبہ"

والد بزرگوار سید حسن جمال الیل المدنی رحمت اللہ علیہ

یہاں میرے ابا حسن سو گئے
دعاؤں کا اوڑھے کفن سو گئے

مدینہ ہی تھا ان کا اپنا وطن
وہ ہو کر غریب الوطن سو گئے

فاطمہ تاج النساء بنت السید حسن جمال الیل المدنی

○○○○○

" دلاسا "

خلوص ، پیار ، وفا سب کتابی باتیں ہیں
زمانہ ، اذنِ محبت کبھی نہیں دیتا
کسی کے ساتھ بھی ہم مل کے چل نہیں سکتے
وفا کی راہ میں ہیں اس قدر عذاب کہ بس
چٹانیں غم کی ، خوشی کے سراب ملتے ہیں
تمنا وقت کے طوفاں میں ڈوب جاتی ہے
نظر میں خار ہی کیا پھول بھی کھٹکتے ہیں
کبھی حیات کے یہ زخم بھر نہیں سکتے
کسی بھی موڑ پہ اب باوفا نہیں ملتے
جو مل بھی جائیں تو وہ ساتھ چل نہیں سکتے

اگر جیو، تو جیو ترک آرزو کر کے
کبھی چراغ جلانے کی کوششیں نہ کرو
یہاں تو باد مخالف کا سامنا ہے ندیم!
چراغ، دامن دل کو جلا کے رکھ دیں گے

بہار آتی نہیں صرف مسکرانے سے
گلاب کھل نہیں سکتے لبوں کی جنبش سے
اداس دل کو کہاں سے قرار آئے گا
حسین چہرے پہ رونق ذرا نہیں ہوتی
جنون عشق کی یوں بھی دوا نہیں ہوتی

○○○○○

"ایک خواب"

وہ میرے خوابوں کا شاہزادہ
سفید گھوڑے پہ آرہا ہے

فلک سے شبنم ٹپک رہی ہے
زمین گلزار ہو گئی ہے
ہوا کا دامن مہک رہا ہے
چٹانیں خود ہی سرک رہی ہیں
جو فاصلے تھے سمٹ گئے ہیں
تمام صحرا بگولے بن کر
فضا میں تحلیل ہو گئے ہیں
ہوئی ہیں آساں وفا کی راہیں

قریب دل پھر بجے ہیں گھنگرو

وہ میری محفل میں آرزو کی

جو ساز الفت بجا رہا ہے

ہر ایک پل یہ گماں ہے مجھ کو

کہ وقت پھر گنگنا رہا ہے

فریب دنیا بھلا رہی ہوں

میں اس کے دل میں سما رہی ہوں

○○○○○

اے ندیم

لے کے آئے ہو جو پیغام بہاراں تمہیں معلوم نہیں
پھول گلشن میں نہیں دل میں بھی کھلتے ہیں ندیم



خار سب رہنے دو وہ اپنی جگہ رہتے ہیں
پھول ارمانوں کے دیکھو جو مہک اٹھتے ہیں
بات کلیوں کی کرو ذکر ہواؤں کا کرو
بار خاطر نہیں گر جشن تمنا اے ندیم!
ساز دل چھیڑ دو، سنتے ہی رہو گیت مرے
نغمہ زیست میں پھر کہنا، فسوں کتنا ہے؟

"اِصرار"

شائد تم نے سوچا ہو گا
کیسے تمہارے ساتھ چلوں گی
عہد وفا ، بدنام اگر ہو
رستے ہی میں شام اگر ہو

سچ ہے تمہارا اندیشہ بھی
لیکن میری بات سنو تو
رسوائی تو ہوتی ہی ہے
داد وفا بھی ملتی ہے نا!

ہونا ہے جو ہو جانے دو
ممکن ہے ، آغاز سحر ہو
میں تو تمہارے ساتھ چلوں گی ----

OOOOO

"ضبطِ تمنا"

راہ وفا میں

تنہائی ہے

ضبط تمنا

کرب خموشی

کب تک میرے ساتھ چلوگے ؟

رک جاؤنا !

تھک جاؤگے !

○○○○○

"ہجومِ ہجر میں"

اداس گھر کے اندھیرے میں ڈھونڈتی ہوں ابھی
بس اک وصال کا لمحہ ، رفاقتوں کا غرور
نہ جانے کون سے گوشے میں اس کا مسکن ہے
اندھیرا یوں تو نہیں ہے ، چراغ جلتے ہیں
ہجوم ہجر میں گم ہیں مگر تمنائیں
میں انتظار کے شعلوں میں جلتی رہتی ہوں
ہمیشہ درد کی فرقت کی زد میں رہتی ہوں
نہیں ہوں شمع مگر ، میں سلگتی رہتی ہوں

○○○○○

نسیم صبح کا جھونکا کبھی تو آئے گا
کبھی ندیم، پیام صبا تو لائے گا
وہ ایک پل کے لئے میرے پاس آئے گا
نظر ملائے گا مجھ سے، وہ مسکرائے گا
بجھے گی آگ، کئی پھول کھل ہی جائیں گے
شب وصال کے لمحات مل ہی جائیں گے
رفاقتوں کے کئی گیت گنگناؤں گی
شب فراق کے ماروں کو یاد آؤں گی

غم فراق کو مجھ سے جدا تو ہونے دو
شب وصال کی ساعت کو پاس آنے دو
غم فراق سے گزری ہوں، بھول جاؤں گی
رفاقتوں کی نئی انجمن سجاؤں گی

○○○○○

" آئینہ "

کل آئینے سے یہ میں نے پوچھا
کہوں میں کیسی لگی ہوں تم کو
وہ مسکرا کر یہ کہہ رہا تھا
بہت ہی اچھی ، بہت ہی پیاری
مگر ہو تم میری طرح نازک
جہاں میں خود کو بچا کے رکھنا
زمانہ سنگ ستم لئے ہے .... !

ooooo

وہ ایک بات

وہ ایک بات ، زمانے سے کیسے کہہ دوں میں
وہ ایک بات ، کھٹکتی ہے جو مرے دل میں
وہ ایک بات ، مری آرزوئے منزل ہے
وہ ایک بات ، مری جستجوئے کامل ہے
وہ ایک بات ، جو ہونٹوں پہ آکے رکتی ہے
وہ ایک بات ، جو ہے وجہ خامشی میری

میں ہم کلام زمانے سے ہونا چاہتی ہوں
کہ گفتگو کے ہر ایک فن سے خوب واقف ہوں
مگر وہ بات کسی سے میں کہہ نہیں سکتی

کبھی کبھی مگر احساس مجھ کو ہوتا ہے
کوئی تو ہوگا زمانے میں رازداں میرا
جو بوجھ ہے مرے دل پر وہ سب اٹھا لے گا

○○○○○

"سلویٰ" (میری نواسی)

وہ سفر پر چلی گئی جب سے
گھر بہت سوگوار لگتا ہے
ایک اجڑا دیار لگتا ہے
اب تو اس کی صدا نہیں آتی
ہر طرف گونجتا ہے سناٹا
راحتِ دل ذرا نہیں ہوتی
کاش! سلویٰ جدا نہیں ہوتی

یوں تسلی میں دل کو دیتی ہوں

پل میں یہ ماہ و سال گزریں گے

میرے پاس آئے گی مری سلوی

میرا دروازہ کھٹکھٹائے گی

میں جو کھولوں تو مسکرائے گی

مجھ سے پوچھے گی "آپ نے جانا ؟"

میں کہوں گی "جگر کا ٹکڑا ہو"

پھر گلے سے اسے لگالوں گی

وہ بھی چومے گی میرے چہرے کو

کبھی روئے گی، کھلکھلائے گی

گھر مرا پھر سے جگمگائے گا

ایک دن ایسا بھی تو آئے گا

بس ذرا انتظار کرنا ہے

○○○○○

"میرا لَلّا"

۱

للا میرا پیارا للا

موٹا، موٹا، گورا للا

سب سے اچھا لگتا ہے یہ

ہردم ہنستا رہتا ہے یہ

اس کی ادا میں کتنے فسانے

غصہ اس کو جب آتا ہے

میرے جیسا ہو جاتا ہے

میری طرح سے ہنستا ہے یہ

گود میں میری سوتا ہے یہ

ماں کو دیکھے سب کو بھلا دے

ضد میں آکر سب کو ڈرا دے

میرا طٰہٰ[1]، کتنا پیارا
اسما[2] کی آنکھوں کا تارا
واصف[3] کے یہ دل کی ٹھنڈک
"ان[4]" کے لئے بھی ایک سہارا
میٹھے میٹھے بول ادھورے
سارے ماموں اس کے شیدا
خالائیں بھی واری ۔ واری
طٰہٰ کی ہے ذات ہی پیاری



(۱) میرا نواسہ (۲) میری بیٹی (۳) میرے داماد (۴) میرے شوہر

" شکایت "

وہی دل کی دھڑکن وہی ضبط غم ہے
مرے غم کا اظہار ممکن کہاں ہے
طبیعت میں طوفان برپا ہیں اب بھی
تصادم زمانے سے ہوتا رہا ہے
ہواؤں کے جھونکے بھی جلتے ہوں جیسے

نہیں دی کبھی تم نے مجھ کو تسلی
تغافل، تساہل، ستم پیشہ ہو تم
اگر ہو سکے نقش پا ڈھونڈ لینا
تمہیں ان کی گرمی بتادے گی سب کچھ
میں کتنا جلی ہوں، میں کتنا چلی ہوں ...... ؟

ooooo

"سلسلہ صدیوں کا"

کوئی محوِ کلام ہے مجھ سے
دل کو یوں میرے آس دیتا ہے
زندگی ہے گزر ہی جائے گی
مسکرا دو تو مختصر ہوگی

کچھ نہیں ہوتا ایسے رونے سے
عمر کچھ اور لمبی ہوتی ہے
مسکرانے لگی ہوں میں لیکن
زندگی میری پھر بھی باقی ہے

کیسے گزرے حیات پل بھر میں
زندگی سلسلہ ہے صدیوں کا
مسکرانے سے کچھ نہیں ہوتا

ہاں مگر دل کو چین ملتا ہے

گفتگو جب کسی سے ہوتی ہے

چند جھونکے ہوا کے ہنستے ہیں

پھول کھلتے ہیں یا نہیں کھلتے

مجھ کو یہ تو خبر نہیں لیکن

جب کوئی ہم کلام ہوتا ہے

وقت بھی خوش خرام ہوتا ہے

زندگی تیزگام ہوتی ہے

کئی صدیاں گزر ہی جاتی ہیں

عمر تھوڑی سی گھٹ ہی جاتی ہے

اس کی ، گفتگو کی اور میری ـــــ

○○○○○

"اشکوں کی دیوار"

اشکوں کی دیوار کے آگے
دیکھ رہی ہے چشم تمنا
بھیگے بھیگے خواب مسلسل
دھوپ نہیں ہے چھاؤں نہیں ہے
اس کا سورج
ڈوب گیا ہے
تیرا غم انگڑائی لے کر
میری رگوں میں
اب بھی
رواں ہے
شیشے !
پتھر !
کچھ بھی نہیں ہیں

ذات کا پیکر

تنہا تنہا

آہٹ!

ہلچل!

کچھ بھی نہیں ہے

بھیگی بھیگی

چشم تمنا

دیکھ رہی ہے

لمحہ لمحہ!

اشکوں کی دیوار کے آگے

میرے جیسی

تنہا

تنہا

تیرے غم کی

چھاؤں

گھنی ہے

○○○○○

تھے دسترس میں جو میری لمحے
حد یقیں سے گزر گئے ہیں
میں ڈھونڈتی ہوں وہی زمانے
جو اتفاقاً ہی آگئے تھے
ہر ایک پل ہے گماں یہ مجھ کو
وہ خواب تھے جو بکھر گئے ہیں

مکانِ دل کی خموشیوں میں
وفا کے وعدے سسک رہے ہیں
یہ میری سانسیں، جو واہمہ ہیں
انھیں وفا کا یقین کیوں ہے ؟؟؟

"عاشی"

(عائشہ کلیم)

گوری، گوری، پیاری، پیاری
عاشی سب کو چھوڑ کے چل دی
یوں دیکھو تو اس دنیا میں

کس کے جینے کا ہے بھروسہ
عاشی! تیرا ایک ہی دن تھا
بھیا چھوٹا، آپی چھوٹی
تیری ماں بھی رہ گئی تنہا
تجھ کو تو فردوس ملے گی
ماں کی دنیا آگ بنے گی
دیکھتی گر تو ماں کی تڑپ کو
لوٹ کے پھر سے آجاتی تو
جنت، وشت چھوڑ کے آتی
ماں کے گلے سے پھر لگ جاتی

بابا تیرے جنت میں ہیں
شائد تجھ کو یاد کیا تھا
اللہ سے فریاد بھی کی تھی
تجھ کو بلایا رب نے آخر

تو خوش ہونا باپ سے مل کے
عاشی! تجھ کو پیار ہزاروں

OOOOO

"ایسا لگتا ہے"

جبرِ دوراں سے ہے دل پریشاں بہت
آرزوئے سحر، روز و شب ہم سفر
دل پریشان ہے، زندگی جبر ہے
جیسے لمحہ صدی، جیسے دھڑکن جرس
کارواں بھی نہیں، رہنما بھی نہیں
آہٹِ پا نہیں، کوئی رستہ نہیں
اب نہ جھنکار ہے اور نہ شورِ فغاں
بس خیالوں کے ہیں اونچے اونچے مکاں
خالی خالی ہیں سب، وہ مکیں اب کہاں

آرزو بھی نہیں، جستجو بھی نہیں
ایسا لگتا ہے دنیا میں تو بھی نہیں
میں اکیلی ہوں اور دل پریشان ہے
زندگی جبر ہے، جبر ہے زندگی !!

ooooo

تسلّی

پرانی تربت کے پاس بیٹھی
اکیلی کب سے سسک رہی ہوں

ہزاروں رہرو گزر رہے ہیں
کسی کا دامن بڑھا نہیں ہے
مگر یہ آنسو ٹپک رہے ہیں

پیئے زمیں نے تمام آنسو
جو میری آنکھوں سے بہہ رہے تھے
اندھیرا بڑھنے لگا فضا میں
میں لوٹ آئی پھر اس جگہ سے

میں تھوڑے عرصے کے بعد پھر سے
پرانی تربت کے پاس آئی
جہاں پہ رنگین گل کھلے ہیں
فضا میں رقصاں ہے موج خوشبو
بہار آکر ٹھہر گئی ہے
پرانی تربت نئی لگی ہے
یہ کس نے مجھ کو تسلی دی ہے!

OOOOO

غم

وقت نے پھر مرے چہرے پہ لکیریں کھینچیں
درد اور یاس کی ، حسرت کی تمہارے غم کی
اور میں سوچ میں ہوں کیسے چھپاؤں غم کو
مسکراتی ہوں تو یہ اور عیاں ہوتا ہے
لوگ کہتے ہیں کہ غم دل میں نہاں ہوتا ہے

غم تمہارا ہو ، یا اپنا ہو ، کسی کا بھی ہو
غم خوشی میں بھی بدل سکتا ہے گر تم چاہو
شرط بس یہ ہے سلیقہ ہو ، تمنا بھی ہو !

○○○○○

زندگی، پاس تو آ

زندگی پاس مرے آ، ترا چہرہ دیکھوں
تیرے ماتھے پہ حوادث کی لکیریں ہیں کئی
میں جو چاہوں تو لکیروں کو مٹا سکتی ہوں
تیرے ہونٹوں پہ تبسم کی علامت بھی نہیں
میں اگر چاہوں تو پل بھر میں ہنسا سکتی ہوں

تیرے ہاتھوں میں ہے بے نور سی قندیل مگر
ایک ہی پل میں اسے پھر سے جلا سکتی ہوں
تیری بکھری ہوئی، الجھی ہوئی زلفوں کی قسم
تجھ کو میں چاند ستاروں سے سجا سکتی ہوں

پیاس بے چین کیا کرتی ہے تجھ کو مانا
تجھ کو الفت کے کئی جام پلا سکتی ہوں
میرا دامن تو ہے بوسیدہ ابھی تک لیکن
تجھ کو ہر حال میں دامن میں چھپا سکتی ہوں
زندگی! پاس تو آ، پاس تو آ، پاس تو آ ------

انکشاف

میں جس مکان میں رہتی ہوں اجنبی کی طرح
اسی مکان کی دیواریں مجھ کو ڈستی ہیں
بہت حسین ہیں دروازے ، کھڑکیاں لیکن
یہاں پہ سانس مری صبح شام گھٹتی ہے
یہ شوخ رنگوں کے پردے حسین گلدستے
سدا اداس ہی لگتے ہیں میرے دل کی طرح
ہیں اجلی چھت پہ لگے قیمتی کئی پنکھے
ہوائیں جن کی مجھے ناگوار لگتی ہیں
یہ مانا قمقمے بجلی کے سارے روشن ہیں
میں آنے والے اندھیروں سے ڈرتی رہتی ہوں
میں اس مکاں کے مکینوں سے خوب واقف ہوں
مجھے یہ لوگ بھی پہچانتے ہیں اچھی طرح
لکیر کھینچ کے میں سب کے ساتھ رہتی ہوں
دیار غیر میں لگتا نہیں ہے دل میرا

جو آتے جاتے ہیں مہمان مجھ سے کہتے ہیں
"ہمیں تو رشک ہے اے تاج تیری دنیا پر"
خموش رہتی ہوں میں ان سے کہہ نہیں پاتی
کہ اس مکان میں سامان زندگی ہے بہت
مگر مکان میں امکان زندگی ہی نہیں
چراغ جلتے ہیں ایسے کہ روشنی ہی نہیں
کھلے ہوئے ہیں کئی پھول تازگی ہی نہیں

یہ جھلملاتے ستارے، تمام شمس و قمر
گواہی دیتے ہیں محرم زندگی ہوں میں

○○○○○

یادگار

یہ لاش کس کی ہے کیا تم کو بھی نہیں معلوم
یہ یادگار ہے رشتوں کی ، احترام کرو
نہیں یہ رہنے دو اس کو نہ دور لے جاؤ
کبھی کسی کو بھی اس سے ضرر نہ پہنچے گا

اگر یہ لاش اٹھانا بہت ضروری ہے
اٹھاؤ پلکوں پہ ، اشکوں سے اس کو نہلا دو
یہ لاش ، لاش نہیں ، زندگی ہے ہم سب کی
جو ہو سکے تو ہمیں اس سے پہلے دفنا دو

OOOOO

عدم تعاون ؐ

ہزاروں جینے کی خواہشیں تھیں
چراغ بن کر
جو جل رہی تھیں
عدم تعاون سے بجھ گئی ہیں
اب اپنی دنیا کو رکھئے روشن
کہ ذات میری
جو تھی اکیلی
وہ قدر دانوں میں
بٹ چکی ہے
مجھے یہ محسوس ہو رہا ہے
تمام دنیا
سمٹ چکی ہے !

غمِ پنہاں

ہم اس مکاں سے گزر چکے ہیں

جہاں پہ شبنم برس رہی تھی

گلوں کے خیموں میں رقصاں خوشبو

ہزاروں طوفاں اٹھا رہی تھی

ہوا کی کشتی میں بیٹھے بھونرے

فضاء میں ہچکولے کھا رہے تھے

ہجوم تھا تتلیوں کا اتنا

ہم اپنا دامن بچا رہے تھے

ترس رہی ہیں نگاہیں لیکن
نظارے اب وہ کہیں نہیں ہیں
گلوں کے خیمے نہ اب ہے خوشبو
نہ تتلیوں کا ہجوم باقی
ہیں دشت جیسے نظارے سارے
یہ کس جگہ پر ہم آگئے ہیں

○○○○○

شناسائی

پھر قدم میرے اٹھے ہیں انھی راہوں کی طرف
جن کے ہر موڑ پہ منزل کا گماں ہوتا تھا
پھر نظر اٹھنے لگی ہے مری، اس کی جانب
جو نظارا مرے خوابوں کا جہاں ہوتا تھا

اب تو یہ شہر وفا، شہر محبت کی فصیل
خیر مقدم کے لئے سر کو جھکا دیتی ہے
لہلہاتے ہوئے کھیتوں سے کوئی پرچھائیں
سامنے آکے مرے کہتی ہے پہچانو مجھے
گہری آنکھوں کا وہ گہرا سا تبسم توبہ!
جیسے دریا کا تموج کبھی ساحل کا سکوت
اسی پرچھائیں سے برسوں کی شناسائی ہے
یہ مرا ماضی ہے جو چہرہ بدل کر آیا
اب یہ پرچھائیں مرے ساتھ رہا کرتی ہے
میں اکیلی نہیں، اب ہے یہ زمانہ تنہا!

تواضع

میں نے اک شیشے کے دروازے پہ دستک دی تھی
جس نے کھولا تھا یہ دروازہ ، وہ تھا بت کی طرح
اس کے چہرے پہ کوئی رنگ شناسائی نہ تھا

مخملیں فرش تھا، صوفے تھے، کئی میز بھی تھے
سامنے ایک حسینہ کی رکھی تھی تصویر
مسکراتے ہوئے کہنے لگی وہ یوں مجھ سے
اب مرے بعد یہاں کس لئے تم آئی ہو
اس مکاں میں نہیں کچھ بھی، مری یادوں کے سوا
اور یہ شخص، سلیقے کی ردائیں اوڑھے
منتشر لمحوں کو ساغر میں ڈبو دیتا ہے
شب کو یہ جاگتا اور وقت سحر سوتا ہے
اس کے سینے میں جو دل تھا نہیں اب وہ باقی
مری یادوں کے تراشے ہیں کئی بت اس نے
انگلیاں زخمی ہیں، پتھر ہے کلیجہ اس کا
لوگ فنکار سمجھتے ہیں، انھیں کیا معلوم
تم چلی جاؤ یہاں سے، نہ ملے گا کچھ بھی !!!

○○○○○

"سچ تو یہ ہے"

میں بھی تیرے دامن میں اک
آگ لگانے بیٹھی تھی
لیکن تیرا دامن بھی تو
میرے جیسا بھیگا ہے
دھوپ میں کیسے سوکھے گا اب
اشکوں میں جو ڈوبا ہے
تیرا دامن ، میرا دامن
دونوں بھیگے ، بھیگے ہیں
سچ تو یہ ہے
ہم دونوں ہی
چپکے ، چپکے
روتے ہیں ـــــــ!

○○○○○

" مطالبہ "

اماں ! اماں ! آنکھیں کھولو
صبح ہوئی ہے ، جاگو نا !
مجھ کو تھوڑی روٹی دو نا !
کب سے بھوکا بیٹھا ہوں
دودھ کی پیالی بھی ہے خالی
دروازے کی کنڈی لگی ہے

کیسے جاؤں ، کیسے لاؤں
کیا میں کھاؤں ، بھوک لگی ہے
اماں ! آنکھیں کھول دو اب تو
کب سے بھوکا بیٹھا ہوں میں
جاگو ، اماں ، جاگو نا !
مجھ کو بسکٹ تم نے دیا تھا
وہ بھی بلی لے گئی دیکھو ــــ !

○○○○○

"بوسنیا"

اڑتے ہوئے شاہین کے پر کاٹنے والو!
ہر خون کے قطرے میں ہے اب طاقت پرواز
اک لمحے میں آئیں گے ابابیل کے لشکر
ظالم کو فنا کر دے گی مظلوم کی آواز
مانا کہ ستم گر کا ہے شیوہ ہی تشدد
محدود ہی رہتی ہے مگر زاغ کی پرواز
بوسنیا کے باشندو! پیو جام شہادت
نسلوں کو نئی ترکے میں مل جائے گا اعزاز
ہے وقت تحمل، سو گزر جائے گا یونہی
تخریب میں پوشیدہ ہے تعمیر کا آغاز

○○○○○

" شہرِ خموشاں "

بکھرے بکھرے ، ٹوٹے کتبے
اینٹوں کے انبار لگے ہیں
آؤ ، تم بھی دیکھ لو آکر
غم کے کچھ بازار لگے ہیں

شق ہیں کتنی قبریں دیکھو
ٹوٹی پھوٹی گنبد دیکھو
قبروں کے تعویذ مسطح
کالے پتھر ، مٹی ، مرمر
چادر گل کی سوکھ گئی ہے
دھاگوں کے یہ تانے بانے
کہتے ہیں کچھ اور فسانے
بے گھر لوگوں کے یہ مکاں ہیں
لوگ یہاں آباد ہیں کب سے
اس کو قبرستان نہ کہنا
اب یہ زندوں کی بستی ہے

" سال نو "

سال نو آگیا، سال نو آگیا!!

اس نے دستک ہی دی اور نہ آہٹ ہوئی

اس کی پرچھائیاں میں نے دیکھیں مگر

سنسناتی ہوا، تہہ بہ تہہ کہر تھا

لوگ رقصاں رہے ساز و آواز پر

رقص ہوتا رہا، لمحے مہکے رہے

دھڑکنوں نے کیا ساعتوں کا سفر

فون بجنے لگا، گنگنائی فضا

سرد ہاتھوں میں تھا پھر رسیور مرے

دوسری سمت میں نے " ہیلو " جو سنی

اٹھ گئیں میری نظریں گھڑی کی طرف

آدھی شب کو لگا تھا سحر ہو گئی

سالِ نو نے کہا مجھ سے " کیسی ہو تم "

میں نے ہنس کر کہا " جیسی پہلے تھی میں "

سالِ نو نے کہا ، کچھ نئی ہے خبر ؟

میں نے سرگوشی کی ۔ کچھ نہیں چارہ گر

گفتگو سالِ نو سے میں کرتی رہی

زندگی جھومتی اور گاتی رہی

میں بھی محوِ تکلم رہی رات بھر

یادِ ماضی کی شمعیں سلگتی رہیں

صبح دم سالِ نو بھی پرانا ہوا

سالِ نو اب اسے کس طرح میں کہوں

وہ تو روزِ ازل سے مرے ساتھ ہے !

○○○○○

" زلزلہ "

زلزلے جسم و جاں میں آتے ہیں
تب کہیں یہ زمین ہلتی ہے
اور جب یہ سرکنے لگتی ہے
شہر پل بھر میں خاک ہوتے ہیں
دیر تک اک غبار اٹھتا ہے
راستے رینگتے ہیں منزل کے
دور تک پھر نشاں نہیں ملتا
سسکیاں گونجتی ہیں چاروں اور
آسماں مسکرانے لگتا ہے ......!

○○○○○

"اطمینان"

دور ہوں شہر سے ، موسم گل حسیں
پرسکوں خامشی ، وہ رفیق سفر
ہر گھڑی ساتھ ہے ، میں اکیلی نہیں
مل گیا ، مل گیا ، لمحۂ شادماں
زندگی حسن ہے ، غم کہاں جاوداں
خوش گماں دھڑکنیں ، کیفیت مطمئن

رنگ ہے ، نور ہے ، گنگناتی فضا
رقص ہے ہر نفس ، ہونٹ نغمہ سرا
چشم نم شاد ہے ، گریۂ شب نہیں
اب کہاں وہ فغاں ، غم نہیں درمیاں
ہر نفس یہ یقیں ، ساتھ ہے مہرباں
یاد ہے پھر بھی اک لمحۂ بے وفا
دل میں اب تک کھٹکتا ہے جو خار سا
یوں تو اس کو چبھے ایک مدت ہوئی
میں نے کھینچا مگر ٹوٹ کر رہ گیا
ہر قدم ، ہر نفس ، عمر کٹتی رہی

دور ہوں شہر سے وہ مرے ساتھ ہے
پرسکوں خاموشی ، ساتھ ہے ہم سفر
موسم گل حسیں کہہ رہا ہے یہی
زندگی حسن ہے ، غم کہاں جاوداں
مل گیا ، مل گیا ، لمحہء شادماں
اتفاقاً ہوا دل نشیں حادثہ
دل اکیلا مرا ، میری ہی ذات میں
مسکرانے لگا ، گنگنانے لگا

پرسکوں خامشی ، وہ بھی چپ میں بھی چپ
بدلے شام و سحر وہ رفیق سفر
قصہء مختصر ، کیفیت مطمئن
زندگی حسن ہے ، حسن ہی حسن ہے
جاوداں ، شادماں ، شادماں جاوداں

ooooo

اِرتعاش

دیار دل میں نہ جانے یہ کون آیا ہے
کہ جس کے پاؤں کی آہٹ میں ارتعاش بھی ہے
قدم قدم پہ گماں ہے کہ ساز بجتے ہیں
نہ جانے کون غزلخواں ہوا زمانے میں
مری حیات بھی کرنے لگی ہے رقص جنوں
مجھے تو ضبط الم کی ہے آبرو رکھنی
میں اپنے آپ سے کیسے شکست کھاؤں گی

زمانے بھر کو میں یہ بات کیسے سمجھاؤں
کسی نفس کو مرے دل سے التفات نہ تھا

سفر تو زیست کا محرومیوں کے ساتھ رہا
قدم قدم پہ ملے آگ کے کئی دریا

وفورِ شوق میں گزری کہاں کہاں سے مگر
مری نگاہ اجالوں سے آشنا نہ ہوئی
جو تیرگی تھی وہی زندگی پہ چھائی رہی

الم نواز تھے سب، کوئی غم شناس نہ تھا
زمانے بھر میں مرا کوئی غمگسار نہیں

○○○○○

"میں کس سے بات کروں"

میں کس سے بات کروں کس کے گھر چلی جاؤں
اکیلی رات کے دامن میں گھٹ کے مر جاؤں
نہیں ہوں شمع مگر، پھر بھی جھلملاتی ہوں
یہاں تو روز ہی جلتی ہوں، جگمگاتی ہوں
میں شمعِ بزم بھی رہ کر یہاں اکیلی ہوں
کہ جیسے طلعتِ شب کی میں اک سہیلی ہوں

○○○○○

" درد "

درد ہی درد زندگی ہے اب
کس طرح دل کو اب سکوں آئے
بحرِ احساس میں تلاطم ہے
وقت بھی جیسے آج گم صم ہے
کہیں جنبش نہیں ، صدا بھی نہیں

ساعتیں تو گزر رہی ہیں مگر
پھر بھی گستاخ کیوں ہیں کچھ لمحے
میں نے مانا کہ میں گریزاں ہوں
موسمِ گل کے تذکروں سے مگر
خار چبھتے ہیں ، درد ہوتا ہے
کئی جھونکے ہواؤں کے آکر
مری آنکھوں میں دھول بھرتے ہیں
چشمِ تر پر نکھار آتا ہے
اشک بہتے ہیں میری آنکھوں سے
کیا کہوں ، کون یاد آتا ہے ؟

" التجا "

رکتے رکتے چلو نا اب تو ذرا
عمر بھر تیز تیز چلتے رہے
میں بھی چلتی رہی تمہارے ساتھ
لیکن اب چبھ گیا ہے اک کانٹا
پاؤں رکھنا زمیں پہ مشکل ہے
درد ہوتا ہے، ٹیس ہوتی ہے
خار ٹوٹے تو کیسے نکلے گا
یہ تو نشتر کی طرح چبھتا ہے
درد کی موج ہے تلاطم خیز
مجھ سے اب تو چلا نہیں جاتا
ہم سفر ہو مرے تو رک جاؤ
مجھ کو کانٹا نکال لینے دو
کارواں، جا رہا ہے، جانے دو
دو گھڑی تم تو انتظار کرو

○○○○○

تصویریں

یوں بھی اب رات ہو گئی ساتھی!
کیسے دیکھو گے ان کی تصویریں
وہ جو رہتے تھے ساغروں کی طرح
پیاس سب کی بجھاتے رہتے تھے

کیسے دیکھو گے ان کی تصویریں

جو صلیبوں پہ مسکراتے تھے
زندگی کیا ہے، یہ بتاتے تھے

کیسے دیکھو گے ان کی تصویریں

جن کی پلکوں پہ کچھ ستارے تھے
صبح دم کے بھی کچھ نظارے تھے
کیسے دیکھو گے ان کی تصویریں
میں بتاؤں گی تم کو ، گر چاہو
روشنی دل کی جو بڑھادوں میں
نظر آئیں گی ساری تصویریں
مجھ سے بھی اب رہا نہیں جاتا
تم سے بھی کچھ کہا نہیں جاتا
یوں بھی اب رات ہو گئی ساتھی

پھر سمٹ آئے کچھ اندھیرے بھی
خواب میرے ہیں یا تمہارے ہیں
صبح ہوگی تو فیصلہ ہوگا
کس نے دیکھی ہے کس کی پرچھائیں
کیسا حلیہ تھا ، کیسا پیکر تھا
تم کہوگے کہ میرے جیسا تھا
یہی کہنا پڑے گا مجھ کو بھی
جب سحر ہوگی دیکھا جائے گا
کون تھا ، اور کس کے جیسا تھا

یوں بھی اب رات ہوگئی ساتھی!

○○○○○

"جواب"

ناخداؤں نے مجھ سے پوچھا ہے
اب کے طوفاں کدھر سے آئیں گے ؟
میں جدھر ہوں ادھر سے آئیں گے
رقص ساحل پہ ہوگا موجوں کا
کشتیوں کی ذرا سی جنبش سے
کچھ بھنور بھی ابھر کے آئیں گے
تشنگی کے سفینے لہرا کے
چشم پرنم میں ڈوب جائیں گے

○○○○○

" الاماں "

کون قاتل ہے یاں ، چارہ گر ، چارہ گر
تم سنو تو ذرا ، داستان الم
ہم نہ کہہ پائے جو تم سے بھی عمر بھر
شمع جلتی رہی ، شام سے تا سحر
شب کو رقصاں تھے پروانے اور صبح دم
بکھرے بکھرے ہیں پر ، کچھ ادھر کچھ ادھر

زندگی کی ادا ، الحذر ، الحذر
آئینہ بن گئے ، آہ بھی تو نہ کی
خامشی ، خامشی ، سانس گھٹنے لگی

یہ زمیں ، آسماں اور اشکِ رواں
سسکیاں ، سسکیاں ، ہچکیاں ، ہچکیاں
زخمی آواز ہے ، کون ہمراز ہے ، تاج! تیرے سوا

○○○○○

"خوشبو"

مہکی مہکی ٹھنڈی ہوائیں
تیری یاد دلاتی ہیں
پانی کی کچھ ننھی بوندیں
ہر دم ساز بجاتی ہیں
ساون کی گھنگھور گھٹائیں
مجھ کو روز ستاتی ہیں
پھولوں کے اس موسم میں بھی
دل پہ خزاں سی چھاتی ہے
میرے گھر کے آنگن میں اب
گرتے نہیں ہیں سوکھے پتے

ڈالی ڈالی فصلِ بہاراں
پتا پتا غنچے ہیں
لیکن تیری یاد کا عالم
دل کو میرے تڑپاتا ہے
تیرا آنا، تیرا جانا
یاد مجھے جب آتا ہے
ماضی کے میں ویرانوں میں
چلتے ہوئے کھو جاتی ہوں
ضبطِ الم کے شانوں پر میں
رکھ کے سر سو جاتی ہوں
خواب میں تجھ سے مل لیتی ہوں
خوشبو تری لے آتی ہوں

○○○○○

"برف کے پھول"

برف کے پھول نئے موسم میں
صبح دم مجھ پہ برس جاتے ہیں
زندگی کے مری پیاسے لمحے
ایک قطرے کو ترس جاتے ہیں



برف کے پھولوں میں خوشبو ہے نہ رس ہے ساتھی
کیا کروں مجھ کو مگر زیر سماں جینا ہے

خدا کرے

میں اجنبی ہی سہی، تم نے اپنا سمجھا ہے
یہ بات کتنی اہم ہے تمہیں خبر ہی نہیں
خدا کرے کہ زمانے میں اجنبی سارے
ہماری طرح سبھی اپنے جیسے ہو جائیں

○○○○○

شِدّت

کبھی کبھی ان اداسیوں نے
ہزاروں طوفاں اٹھادئے ہیں
کنارے پر ہوں اکیلی ٹھہری
نظارے کشتی ڈبو رہے ہیں
ابھر کے آئی ہیں سیپیاں کچھ
غموں کے موتی بھرے ہیں ان میں
یہ بات لیکن الگ ہے پھر بھی
غموں کی شدت سے جل رہی ہوں
بجھادے کوئی چراغ دل کا
کوئی تو انجام آگہی ہو ..... !!

○○○○○

رگِ جاں میں

ہر ایک لمحہ مرے چین کا مخالف ہے
سکون اب تو مرے دل کو آ نہیں سکتا
اتر کے میری رگ جاں میں رہ گیا کوئی
کہ جیسے تیر ہو ، نشتر ہو آدمی کا وجود

○○○○○

" سمئے دِشا پر "

اب کے دیوالی میں ساتھی ! یہ بھی تم کر جانا جی
مَن ہو روشن ، گھر ہو روشن ، ایسا دیپ جلانا جی

پریم کے روگی پریم کے جوگی ، پیچھے پیچھے سب ہولیں
چلتے چلتے سمئے دِشا پر ایسا شنکھ بجانا جی

دھوپ میں چلنا چھاؤں میں رکنا ، دھیان میں رکھنا بات مری
پربت پربت پیاس لگے تو ساگر کو پی جانا جی

شبدوں کی اک ڈور تھی میرے ہونٹوں پر جو ٹوٹ گئی
من کی اِچھا کوئی نہ سمجھا ، کس کو کیا سمجھانا جی

نیلے ، پیلے پھولوں میں جب رنگے برنگے پنکھ میں
برکھا رُت کے گیت سہانے ساتھ ہمارے گانا جی

جیون کیا ہے ، یاد تمہاری ، چاہ تمہاری ، ساتھ مرا
کوئی نہ من کا مِیت مِلے تو چُپکے سے مرجانا جی

آشاؤں کی کتنی کرنیں ، جگ مگ جگ مگ کرتی ہیں
من کے بھیتر اندھیارے سے تاج نہ اب گھبرانا جی

○○○○○

حوصلہ

نکل گئی ہوں زمیں کی حد سے
فلک کی جانب رواں ہوئی ہوں
میں مثلِ شعلہ ہوئی ہوں پھر بھی
زمانہ سمجھا دھواں ہوئی ہوں
چراغِ خانہ، چراغِ محفل
ہر اک جگہ میں عیاں ہوئی ہوں
فنا کے کتبے بہت ہیں لیکن
تری بقا کا نشاں ہوئی ہوں ------

○○○○○

"انتظار باقی ہے"

جب وہ آواز پھر سنی میں نے
دل کی دھڑکن میں کوئی شئے پنہاں
قربتوں کی ہنسی اڑاتی رہی
فاصلہ اور کچھ بڑھاتی رہی
گزری باتیں بھی یاد آتی رہیں

اشک بھر آئے میری آنکھوں میں
مسکراہٹ مگر لبوں پر تھی
میں یقیں اور گماں کے بیچ میں تھی
عمر گزری تلاش میں جس کی
دفعتاً مل گیا پتہ اس کا

ختم ہو تو گئی تلاش مگر

انتظار آج تک بھی باقی ہے

کس کو معلوم کتنی مدت ہے

کون جانے ہے زندگی کتنی

یہ شناسائی، غائبانہ ہے

کہیں ایسا نہ ہو، نہ آئے وہ

اور اگر آئے، میں نہ مل پاؤں ------

ooooo

ترشنا

میرے گرو کا کہنا ہے ، یہ جیون اک سپنا ہے
مورکھ ، کل کی آس نہ رکھنا کل کو کس نے دیکھا ہے

چھل تو نہیں ہے پریم کا مطلب ، جیون کی پریت ہے یہ
سوچو تو یہ جگ ہے پرایا ، سمجھو تو سب اپنا ہے

چین کی بنسی ، راگ سمئے کا ، کون بجائے کون سنے
رام نہ اب ہے راون کوئی اور نہ کوئی کرشنا ہے

من کے نگر میں دیپک لے کر دور کرو یہ اندھیارے
تن کی چنتا کچھ بھی نہیں ہے تن تو سب کا اجلا ہے

میرے گرو نے یہ بھی پوچھا آس ہے کیا، بن باس ہے کیا؟
میں نے کہا بن باس پرتگیا، اور وچن اک چھایا ہے

آس منش کے دل کی دھڑکن، آس ہی کرما اور جیون
آس کا کوئی انت نہیں ہے آس تو بس ابھیلاشا ہے

میرے گرو نے یہ بھی کہا تھا گیان کی کوئی بات کرو
میں نے کہا یہ گیان ہے کیا: گیان فقط اک تشنا ہے

میرے گرو نے باتیں سن کر مجھ سے کہا بس اتنا ہی
بن پستک کے بھاشن جیسی تاج تمھاری بھاشا ہے

○○○○○

"منظر پس منظر"

مرے کتبے پہ جانے کیا لکھا تھا
کوئی بیٹھا مسلسل رو رہا تھا
زمیں نم تھی ، فضا بوجھل تھی لیکن
ہوا میں خوشبوؤں کا اک دھواں تھا
کسی کے دل میں زندہ ہو گئی میں
اسی لمحہ زمانہ مر چکا تھا !!!

ooooo

ابھی ابھی

ابھی تو عمر رواں ہے باقی
ابھی ہے راتوں کا لمس باقی
سحر کی کرنیں ہیں سب نظر میں
کوئی پیام اجل نہ دینا
ابھی مرا دل دھڑک رہا ہے
ابھی تو سانسیں بھی چل رہی ہیں
ابھی ہے وردِ زباں، تمنا
مجھے بھی جینے کی آرزو ہے

اسیرِ وہم و گماں تھی کب سے
ابھی ابھی تو ہوئی ہے فرصت
ابھی ابھی تو ملی ہوں تم سے !!

ذرا رکیں ------- !

تم اپنی راہوں پہ چل رہے ہو
ہم اپنے رستے پہ چل رہے ہیں
پہنچ نہ جائیں اسی جگہ پر
جہاں سے ہم تم چلے تھے مل کے

مقام امن و اماں جہاں تھا
محبتوں کا مکاں وہیں تھا

ذرا رکیں ، اور پلٹ کے دیکھیں
سفر کی خواہش ہوئی کہاں سے -------

○○○○○

دھوپ اور چھاؤں

تم دھوپ کی شدت کیا جانو
تم چھاؤں میں چلتے رہتے ہو
آجاؤ اگر تم صحرا میں
کیا چیز ہے جلنا، جانو گے

یہ بات ہے سچ، صحرائے وفا
اک چھاؤں سبھی کو دیتا ہے
زخموں کو تسلی ہوتی ہے
اور تشنہ لبی کم ہوتی ہے

یہ شمس و قمر ہیں دور بہت
کب شام و سحر ہیں، ساتھ سدا
یہ دھوپ یہ چھاؤں ساتھ مگر
اپنی ہی طرح سے رہتے ہیں -----

○○○○○

تاکید

جب شام ڈھلے تو آجانا
اے خواب کے لمحو! چھا جانا
سو جائے وہ رو کر آنکھوں میں
تم نیند کو اتنا تڑپانا

جب دشت کے منظر کھو جائیں
جب پھول چمن میں کھل جائیں
ساحل پہ سفینے جب آئیں
جب ریت پہ موتی سو جائیں
اے خواب کے لمحو، آجانا
اور گیت وفاؤں کے گانا

میں اور ماضی

جب اس نے پوچھا میں کیسے آؤں
یہ چاہتا ہوں کہ اڑ کے آؤں

کہا یہ میں نے کسی بھی صورت
یا اڑ کے آؤ یا چل کے آؤ
تمہاری مرضی جو آنا چاہو
اگر نہ آؤ گلہ نہیں ہے
کہ تم ہو ماضی کا ایک لمحہ
مرے خیالوں میں آج بھی ہو
یقین کر لو سدا رہو گے

ooooo

• جو زخمی پل ہیں پہلو میں

ان کو بھی چرا کر لے جانا

جب یاد کسی کی آئے تو

تسکین مجھے تم دے جانا

خورشید سحر جب آجائے

دامن میں مرے تم چھپ جانا ــ

○○○○○

تسکین سے کیا حاصل

چاہا بھی بہت کچھ تھا
سوچا بھی بہت کچھ تھا
اب جام تمنا کو
یہ سوچ کے پیتی ہوں
شاید کہ وہی باتیں
وہ صبح ، وہی راتیں
پھر لوٹ کے آجائیں
کچھ پھول بکھر جائیں
یہ گھڑیاں خموشی کی
روتی ہیں ، سسکتی ہیں
کہتی ہیں " رگ جاں میں "
اک چیز تڑپتی ہے

یہ آس اسی کی ہے
جو پاس نہیں میرے
تسکین نہ دے کوئی
تسکین سے کیا حاصل ؟؟؟

()()()()()

وہ شخص نہیں آیا

پھر ہوک اٹھی دل سے
آنکھوں میں دھواں چھایا
پھر اشک امڈ آئے
پھر یاد کوئی آیا

ہر موڑ پہ ملتے ہیں
کچھ لوگ مجھے لیکن
میں جس کو کہوں اپنا
وہ شخص نہیں آیا

دستک پہ ہواؤں کی
دھوکہ بھی ہوا اکثر
آہٹ پہ لگا جیسے
اب آیا کوئی آیا
دیکھا جو ٹھہر کر تو
سنسان سے رستے تھے
مایوس ہوئی نظریں
پیکر نہ کوئی سایہ

پھر اشک امڈ آئے
جب کوئی نہیں آیا ــــــــــ

دل درد کا دریا ہے

سوکھے تو یہ صحرا ہے

یا دشت تمنا ہے

دل درد کا دریا ہے

ہیں غم کی کئی لہریں

موجوں کے مقدر میں

لکھا ہے کنارے سے

ٹکرانا، بکھر جانا

یا لوٹ کے ساحل سے

پھر تہہ میں چلے جانا ــــــ

OOOOO

وصیّت

فلک کی نظریں بدل گئیں تو
زمیں کے دل میں سما گئی میں
فنا، بقا کی تمام باتیں
بس ایک پل میں بھلا گئی میں

کسی سے لیکن کبھی نہ کہنا
کسی کو میرا پتہ نہ دینا
نہ کتبہ میرے سرہانے لکھنا
نہ میرے دامن میں پھول رکھنا
تم اپنے نقش قدم سے لیکن
چراغ روشن کرو وفا کے
زمانہ سمجھے کہ کہکشاں ہے
یا آرزو کا نیا جہاں ہے

ooooo

نظم مسلسل

یہ آرزو ہے نیا جہاں ہو
جہاں پہ چھوٹا سا اک مکاں ہو
وفا کی خوشبو، خوشی کے منظر
زمین، دامانِ گلستاں ہو
ہو بادلوں کا ہجوم لیکن
سنہرا، نیلا بھی آسماں ہو
جو ہمسفر ہو ہمیشہ میرے
وہ چاند تاروں کا کارواں ہو
بجائیں ساز طرب ہوائیں
کہ مثلِ نغمہ مری فغاں ہو

جلے چراغِ نظر اسی دم
اگر نظارہ دھواں دھواں ہو
نہ تہمتیں ہوں نہ کوئی شکوہ
کہ جبرِ غم بھی فقط گماں ہو
پڑھوں نمازِ وفا ہمیشہ
جبیں پہ میری بھی اک نشاں ہو
ادا ہو شکرِ خدا وہیں پر
خوشی کا چشمہ جہاں رواں ہو
تری رفاقت کا تاج لمحہ
یہ چاہتی ہوں کہ جاوداں ہو

○○○○○

ایک لڑکی کا خط

یو پی سے اک خط آیا ہے
خط میں لکھا ہے "پیاری آپا"
میری بجو، میں اور بھیا
آپ کی غزلیں پڑھتے ہیں سب
آپ کی اک تصویر بھی دیکھی
بھیا بولے میرے جیسی
بجو کو انکار ہے لیکن
وہ کہتی ہیں "سب سے الگ ہے"
آپ بتائیں پیاری آپی
آپ کے جیسی ہوں یا نہیں میں؟

○○○○○

قیدی کا خط

ارض عرب سے خط آیا ہے
برسوں سے جو قید رہا ہے
لکھتا ہے کہ "آداب عرض ہے
ارض عرب پر قیدی ہوں میں
چاہتا ہوں میں تم سے دعائیں
مجھ کو بچے یاد آتے ہیں
خواب میں بیوی روز آتی ہے
بوڑھی ماں کی بوڑھی آنکھیں
میرا رستہ تکتے تکتے
دھیرے دھیرے بجھنے لگی ہیں

پانچ برس کی جیل ہوئی ہے
تین برس تو بیت گئے ہیں
باقی ہیں دو سال مرے اب
میری خطا معلوم نہیں ہے
پولس آئی مجھ کو پکڑنے
لے گئی مجھ کو قید عرب میں
دیکھا تو پھر اس زنداں میں
تنہا میری ذات نہیں تھی
دیس دیس کے لوگ گئی تھے
ان کی خطائیں کچھ بھی نہیں تھیں
ہوں بھی تو معلوم نہیں تھا
سب تھے حیراں سب ہی پریشاں

قید میں میں نے میگزین دیکھا
جس میں تمہاری غزلیں بھی تھیں
شعر تمہارے دل میں اترے
ہم سب قیدی مل کر روئے
دل میں تمہارے کتنا غم ہے
ہم کو بھی احساس ہوا ہے
قید کی ایذا کم ہو گئی ہے
دل کو سکوں سا ہونے لگا ہے
میں ہی نہیں، ہو تم بھی پریشاں
شعروں سے اندازہ ہوا ہے

شاعر ہو یا قیدی کوئی

مجرم دونوں اس دنیا کے

گنتے ہیں احساس میں اکثر

اب تو خدا ہی حافظ اپنا

ممکن ہو تو اک خط لکھنا

غلطی ہو تو معاف بھی کرنا

ورنہ کوئی بات نہیں ہے

OOOOO

تمھارے بعد

تم کو جانے کی کتنی جلدی تھی
کس قدر دور تم کو جانا تھا
ایک دو پل کا انتظار نہ تھا
تھوڑا رکنا تھا، مجھ سے ملنا تھا
یہ بھی کہنا تھا "مجھ کو جانا ہے
دور تم سے نہیں زمانے سے"

خیر، جانے دو کوئی بات نہیں
تم بھی قادر نہ تھیں ٹھہرنے پر
موت بس میں نہ زندگی بس میں
ایک آئے تو ایک جاتی ہے
نظم دنیا اسی سے قائم ہے

یاد آتی ہیں پھر بھی وہ باتیں
حال دل میں تمھیں سناتی تھی
تم جسے سن کے مسکراتی تھیں
اور مرا حوصلہ بڑھاتی تھیں

سوچتی ہوں تمھارے بعد یہی
حوصلہ کون اب بڑھائے گا
مجھ سے ملنے کو کون آئے گا
ملنے تم آ نہ پاؤ گی لیکن
مجھ کو آنا ہے تم سے ملنے کو
ایک دو پل کا انتظار ہے بس



معذور لڑکی کا خط

لکھتی ہے معذور وہ لڑکی

آداب عرض ہے پیاری آنٹی

مجھ کو ادب کا ذوق بہت ہے

آپ سے مل لوں شوق بہت ہے

"نیرنگ" سے بھی سنتی ہوں میں

آپ کی غزلیں پڑھتی ہوں میں

آپ کی غزلیں پڑھتی ہوں جب

دن بھر خوش رہ لیتی ہوں میں

محفل میں، میں کیسے آؤں

راہ تمنا ملتی نہیں ہے

آنٹی میری پیاری آنٹی

بچپن سے معذور ہوئی ہوں

چلنا پھرنا مشکل میرا

بیساکھی سے رشتہ میرا

آپ سے ملنے کی ہے تمنا

" پاکیزہ " میں فوٹو دیکھا

دل یہ خوشی سے ایسے دھڑکا

جیسے کوئی ننھا پرندہ

میری پیاری " شاعر آنٹی "

میرے دل کی لاج رکھو نا

آؤ یا پھر پاس بلاؤ

آپ سے مل لوں شوق بہت ہے

○○○○○

شوق پرواز ہوا آ کے قفس میں مجھ کو
ورنہ گلشن میں کبھی خواہشِ پرواز نہ تھی

○○○○○

آہٹ ہے نہ جنبش ہے نہ پرچھائیں کسی کی
تا حد نظر چادر تنہائی بچھی ہے

○○○○○

بنا ہی لیتے ہیں پتھر سے آئینہ ہم بھی
ہم اپنے ہاتھ میں ایسا ہنر تو رکھتے ہیں

○○○○○

راہوں سے تری جن کو ہٹاتے رہے اکثر
آئے ہیں تعاقب میں ہمارے وہی پتھر

○○○○○

متفرق اشعار

اے زندگی اب آ کہ یہ وقت غروب ہے
تجھ کو یہ وہم کیوں ہے طلوع سحر ہوں میں

○○○○○

اہلِ وفا کا نام کتابوں میں ہے مگر
میرا ہی نام پہلے اگر ہو تو کیا کروں

○○○○○

زمانہ میری پرستش بھی کرنے والا ہے
صنم کدوں میں رکھا جائے گا سجا کے تجھے

○○○○○

آئینے ٹوٹ گئے، کھوگیا سب حسن و جمال
گھر میں اب کیا ہے مرے، میری کتابوں کے سوا

○○○○○

حیرت ہے کہ یہ بات تمہی پوچھ رہے ہو
ہر لمحہ مہکتی ہے مری راہگزر کیوں

○○○○○

دنیائے دل و جاں میں تلاطم سا بپا ہے
اے ضبط محبت! مری کشتی کو بچا لے

○○○○○

اب راہ تمنا میں نظر آنے لگے ہیں
لہجے کے بگولے کہیں آواز کے صحرا

○○○○○

کچھ اور نہ ہوگا مرے مرجانے سے لیکن
دنیا مری ناقدری کا افسوس کرے گی

○○○○○

کاندھے پہ لئے پھرتے ہیں خوابوں کا جنازہ
اب رات کے ایوانوں میں کہرام مچا ہے

○○○○○

ہم اپنے ہی گھر کا پتہ پوچھتے ہیں
یہاں تک تو دنیا نے پہنچا دیا ہے

○○○○○

ابھی تک پریشاں ہیں خوابوں کے گیسو
ابھی شانۂ شب سے وابستگی ہے

○○○○○

سانس آتی ہے ، سانس جاتی ہے
زندگی کیا ہے ، اک مصیبت ہے

○○○○○

چبھتے ہیں کچھ اس طرح تری یاد کے کانٹے
پھولوں کا ہے بستر مگر ہم سو نہیں سکتے
تو نے ہمیں اس طرح سے پابند کیا ہے
دل غم سے ہے لبریز ، مگر رو نہیں سکتے



بتاؤں کیا کہ جہاں نے مجھ کو
لیا ہے سب کچھ دیا نہیں کچھ
تمھاری باتیں تمھاری یادیں
حیات اس کے سوا نہیں کچھ



منظوم تہنیت

بررسم اجراء ''خوشبوئے غزل'' از فاطمہ تاج

آر بانو

اک تاج سخن ، دلدادہ فن اس طرح رواں ہے سوئے غزل
گلشن میں ادب کے مہکی ہے خوشبوئے غزل خوشبوئے غزل

تعریف بھلا کیا ہو اس کی ، توصیف سے ہے یہ بالاتر
ہے حسن و عشق کا سرچشمہ یہ جوئے غزل یہ جوئے غزل

آغاز ہوا تھا اب کے برس ، غزلوں کی اس فن کاری کا
آئی ہے بہار تازہ لئے پھر اب کے برس خوشبوئے غزل

فن کار کا اس میں شامل ہو جب خون تمنا ، خون جگر
کیا خوب سنواری جاتی ہے پھر نوک پلک ابروئے غزل

اصناف سخن ہیں اور کئی جو شعر و ادب کی زینت ہیں
لیکن ہے مشام جان و جگر خوشبوئے غزل خوشبوئے غزل

اک تار رباب نغمۂ جاں ، اک روح روان اہل دلاں
اک حسن کا لہراتا آنچل گیسوئے غزل گیسوئے غزل

فن کار کے حسن تخیئل پر جب طاری ہو جذبات کی رو
یک لخت رواں ہو جاتی ہے اک جوئے غزل اک جوئے غزل

کچھ شکوۂ دوراں ، قلب تپاں ، کچھ درد نہاں ، کچھ فکر جہاں
کچھ مہر و وفا کے افسانے ، الٹی جو نقاب روئے غزل

افسانے گل و بلبل کے بہت ، تھے شعر و سخن کی محفل میں
حالات نے ایسی کروٹ لی ، باقی نہ رہی وہ خوئے غزل

اصناف سخن میں سب سے الگ ، جانی پہچانی جاتی ہے
ارباب سخن کی محبوبہ بانوئے غزل بانوئے غزل

بانو کی دعا ہے بس اتنی ہو **تاج** غزل ، اعزاز سخن
گلشن میں صبا چلتی ہی رہے مہکاتی رہے خوشبوئے غزل

نوٹ: بزرگ شاعرہ و ادیبہ محترمہ آر بانو (رحیمہ بانو) صاحبہ نے "خوشبوئے غزل" کی رسم اجرا تقریب کے موقع پر یہ تہنیتی غزل کہی تھی۔ تبرکاً اس کتاب میں شامل کی جا رہی ہے

تمہیں کیا نذر کروں

عزیز النساء صبا

اے میری تاج ! بتادے تجھے کیا نذر کروں
اپنا پیار ، اپنی وفا ، اپنی دعا نذر کروں
رنگ پھولوں کا ، بہاروں کی ادا نذر کروں
مخملی گھاس پہ ، شبنم کی ردا نذر کروں
خوشبوئے گل ! جو چرا لائی صبا نذر کروں
اے مری تاج ! بتادے تجھے کیا نذر کروں
اپنا پیار ، اپنی وفا ، اپنی دعا نذر کروں
تیرے ہونٹوں کو تبسم کی ضیاء نذر کروں
ترے ہاتھوں کے لئے رنگ حنا نذر کروں
تیری پازیب کو گھنگرو کی صدا نذر کروں
اے مری تاج ! بتادے تجھے کیا نذر کروں
اپنا پیار ، اپنی وفا ، اپنی دعا نذر کروں

صندلی باہوں کو کنگن کی کھنک نذر کروں
ریشمی زلفوں کو پھولوں کی مہک نذر کروں
ترے ماتھے کو میں بندیا کی چمک نذر کروں
اے مری تاج ! بتادے تجھے کیا نذر کروں
اپنا پیار ، اپنی وفا ، اپنی دعا نذر کروں

تو سلامت رہے گلشن تیرا آباد رہے
رنج سے دور رہے پھولے پھلے شاد رہے
دوست تو دوست ہیں غیروں کو بھی تو یاد رہے
کچھ نہ کچھ آج تمھیں نذر کروں گی اے تاج !
میں دعاؤں میں تمھیں یاد رکھوں گی اے تاج !

کل ہند میر اکادمی لکھنو کی جانب سے "امتیاز میر ایوارڈ" دئے جانے پر ممتاز شاعرہ محترمہ عزیز النساء صبا نے اس تہنیتی نظم سے سرفراز کیا۔ بصد خلوص واحترام یہ نظم کتاب کے آخری ورق پر شائع کی جارہی ہے۔